بیعت والے اور ان کی زندگی

سید ریاض حسین شاہ

بیعت والے اوران کی زندگی

خطبات

(21)

سید ریاض حسین شاہ

ادارہ تعلیمات اسلامیہ خیابان سرسید سیکٹر تھری، راولپنڈی پاکستان
0322-4301986
042-35803858

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوۃ کے بعد احباب طریقت اور طالبین حقیقت سے مخاطب ہوں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مشائخ کے درجات میں بلندی لائے اور ہمارے دلوں، ذہنوں اور روحوں کو روشنی بخشے۔ آج چند روحانی امانتیں ہیں جو آپ کے سپرد کرنا چاہتا ہوں:

ضابطۂ ارادت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قافلۂ انسانیت کو زندگی کی عمارت مضبوط کرنے کے لیے جو بنیاد عطا فرمائی وہ تین اصولوں پر مشتمل ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: ''اُس شخص نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا جو اللہ کے رب ہونے پر خوش ہو گیا، اسلام کے دین ہونے پر راضی ہو گیا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی اور رسول ہونے پر خوشی سے استوار ہو گیا''۔ تصوف، روحانیت اور مقصدِ زندگی کا عرفان انہی سہ جہتی اصولوں پر قائم ہے۔قرآن مجید کے حروف سے لفظوں تک اور آیتوں سے سورتوں تک اسی منہاجِ زندگی کے تبلیغی جلوے ہیں۔

بیعت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتابِ حیات قرآنِ حکیم کو اعمال اور تحریکات کی روح بنانے کے لیے بیعت کا نظام دیا۔ بتاتا چلوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ایک صحابی رضی اللہ عنہ بھی نہیں تھا جو تشکیلِ بیعت کے مرحلے سے نہ گزرا ہو۔ خلافتِ راشدہ کی آخری کڑی حسن المجتبیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔ان تک بیعت روح اور بدن کو آراستہ کرنے کے لیے خلفاء ہی یہ جو ہر نور تقسیم کرتے رہے۔ جب ملوکیت نے اپنے پر پُرزے کھول لیے تو بیعت بقائے دین کے لیے پرائیویٹ سیکٹر میں منتقل ہو گئی اور یہ سارا بیعت کا

روحانی کام ائمہ اہل بیت کی نگرانی میں منتقل ہو گیا اور دینی جدوجہد ایک نئے نظم اور عزم کے ساتھ جلوہ گر ہوئی۔ اب فرض نہ سہی لیکن ضروری ہے کہ ہر مسلمان فلاح اور صلاح کا روحانی نظام اپنائے اور کہیں نہ کہیں مرید بنے۔ یاد رہے کہ اصل بیعت اللہ اور اس کے رسول کی ہوتی ہے۔ صالحین صرف نسبت کو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تام کرتے ہیں اور مریدوں کے ظاہری اور باطنی احوال کی نگرانی کرتے ہیں۔

روحِ بیعت

روحانی نظام کی نشوونما جس روح کے ساتھ قائم ہوتی ہے وہ حق پر قائم رہنا ہوتا ہے۔ حق کی اہمیت اس بات سے سمجھیں کہ قرآن نے سینکڑوں بار اذکارِ حق کیا ہے، اس لیے کہ مسلمانوں کے اندر حق کا غلبہ رہے۔ انجیل کی ایک عبارت ہے:

"تخلیق حق سے ہوئی اور حق ایک حرف کی صورت میں جلوہ نما ہوا اور بلاشبہ وہ حرف ہی حق تھا"۔

ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے گزرے تو آپ نے فرمایا: "الحق مع ذا" حق انہی کے ساتھ ہے۔ علی رضی اللہ عنہ جدھر گھومتا ہے حق ادھر ہی گھوم جاتا ہے۔ یہ حق ہے کہ حق کی جلوہ گری ایک اسم کی صورت میں ہوئی اور قرآن مجید کی پہلی اترنے والی آیت میں بھی یہی کہا گیا کہ اپنے رب کے عظیم اسم سے پڑھ۔ صرف پڑھنا فائدہ دیتا ہی ہے لیکن اس سے چمک اس وقت پیدا ہوتی ہے جب اللہ کا اسم دلوں میں ہنگامِ عشق وارد کر دیتا ہے۔ یاد رکھو بیعت کرو اور حق کے ساتھ زندگی گزار دو۔

دم دم "ہو اللہ"

ضوابطِ ارادت میں اصل اہمیت دم دم اللہ کا ذکر کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "تم میرا ذکر کرو میں تمہاری یاد قائم کر دوں گا"۔ ہمارے مشائخ نے ذکر ہی تلقین کیا اور اسمِ ذات مراقبہ کرنے کی ہدایت کی۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر عقلمند ہونے کی علامت ہوتی ہے۔ اس لیے سالک کے قریب غفلت نہیں آنی چاہیے۔ ذکر و فکر میں یکسوئی تکمیلِ روحانیت میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

روحانی کام ائمہ اہل بیت کی نگرانی میں منتقل ہو گیا اور دینی جدوجہد ایک نئے نظم اور عزم کے ساتھ جلوہ گر ہوئی۔ اب فرض نہ سہی لیکن ضروری ہے کہ ہر مسلمان فلاح اور صلاح کا روحانی نظام اپنائے اور کہیں نہ کہیں مرید بنے۔ یاد رہے کہ اصل بیعت اللہ اور اس کے رسول کی ہوتی ہے۔ صالحین صرف نسبت کو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تام کرتے ہیں اور مریدوں کے ظاہری اور باطنی احوال کی نگرانی کرتے ہیں۔

روحِ بیعت

روحانی نظام کی نشوونما جس روح کے ساتھ قائم ہوتی ہے وہ حق پر قائم رہنا ہوتا ہے۔ حق کی اہمیت اس بات سے سمجھیں کہ قرآن نے سینکڑوں بار اذکارِ حق کیا ہے، اس لیے کہ مسلمانوں کے اندر حق کا غلبہ رہے۔ انجیل کی ایک عبارت ہے:

''تخلیق حق سے ہوئی اور حق ایک حرف کی صورت میں جلوہ نما ہوا اور بلاشبہ وہ حرف ہی حق تھا''۔

ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے گزرے تو آپ نے فرمایا: ''الحق مع ذا'' حق انہی کے ساتھ ہے۔ علی رضی اللہ عنہ جدھر گھومتا ہے حق ادھر ہی گھوم جاتا ہے۔ یہ حق ہے کہ حق کی جلوہ گری ایک اسم کی صورت میں ہوئی اور قرآن مجید کی پہلی اترنے والی آیت میں بھی یہی کہا گیا کہ اپنے رب کے عظیم اسم سے پڑھ۔ صرف پڑھنا فائدہ دیتا ہی ہے لیکن اس سے چمک اس وقت پیدا ہوتی ہے جب اللہ کا اسم دلوں میں ہنگامِ عشق وارد کر دیتا ہے۔ یاد رکھو بیعت کرو اور حق کے ساتھ زندگی گزار دو۔

دم دم ''ھو اللہ''

ضوابطِ ارادت میں اصل اہمیت دم دم اللہ کا ذکر کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''تم میرا ذکر کرو میں تمہاری یاد قائم کر دوں گا''۔ ہمارے مشائخ نے ذکر ہی تلقین کیا اور اسمِ ذات مراقبہ کرنے کی ہدایت کی۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر عقلمند ہونے کی علامت ہوتی ہے۔ اس لیے سالک کے قریب غفلت نہیں آنی چاہیے۔ ذکر و فکر میں یکسوئی تکمیلِ روحانیت میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مستاں رہنا لذت واطمینان کا ضامن ہوتا ہے۔

جو مجھے یہ رازِ نہاں ملے
میری خامشی کو زبان ملے

طہارت

صاف ستھرا رہنا ایک مسلمان کی فطری شان ہے۔ وضوء مسلمانوں کا اسلحہ ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب مدینہ منورہ رونق افروز ہوئے تو میری عمر اس وقت آٹھ سال تھی آپ نے مجھ سے فرمایا: ''میرے بیٹے! اگر تم سے ہو سکے تو ہر وقت باوضوء رہا کرو، اس لیے کہ وضو کی حالت میں اگر کسی کو موت آجائے تو اسے شہادت کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے''۔

عبادت

اللہ کی محبت کا جو شخص ارادہ کرے اُسے چاہیے کہ وہ جان لے کہ انسانوں اور جنوں کی تخلیق عبادت ہی کے لیے ہوئی ہے۔ مسلمان کی ساری زندگی ہی عبادت ہوتی ہے لیکن یہ بات سمجھ لی جائے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: ''توحید اور رسالت کی سچی گواہی، نماز کا قیام، زکوٰۃ کی ادائیگی، رمضان کے روزے اور زندگی میں توشہ اگر حاصل ہو تو ایک بار حج''۔ خصوصاً نماز کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا۔ نماز کی حفاظت تصوف میں کامیابیوں کی کنجی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میرے ذکر کے لیے نماز قائم کر''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بندہ جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اللہ کے سامنے ہوتا ہے۔ جب وہ کسی اور طرف دھیان کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم! جس طرف تو دیکھ رہا ہے کیا وہ مجھ سے بہتر ہے۔ میرے بندے میری طرف منہ کر میں اس سے کہیں بہتر ہوں جس کو تو دیکھے جا رہا ہے''۔ نماز خشوع کے ساتھ ادا کرنا جنت کی کنجی ہے۔ نماز مومن کی معراج ہے۔

نوافل کی پابندی

ایک سچا مسلمان جو کسی کا مرید بن گیا ہو اسے چاہیے کہ وہ فرائض کے ساتھ ساتھ نوافل کی

پابندی کرے۔ اشراق، چاشت، اوابین اور تہجد خصوصی طور ر ادا کرنے کی عادت اپنائے۔ جمعہ کے دن اللہ کے لیے خاص کرے۔ جمعہ کے دن غسل کرنا نہ بھولے۔ ایک جمعہ کے غسل سے آنے والے جمعہ کے غسل تک گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ نفل پڑھنے والے ہی کو یہ بشارت ہے کہ اللہ اس کی آنکھ ہو جاتا ہے، جس سے وہ دیکھتا ہے، کان ہو جاتا ہے جن سے وہ سنتا ہے اور ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے۔

تلاوت قرآن مجید

قرآن مجید کی تلاوت، اس کے معانی میں غور و فکر، اس کی حفاظت کے لیے کوشش طمانیت کا باعث ہوتے ہیں بلکہ تھوڑی یا زیادہ تلاوت کو اپنی منزل بنالے شروع سے پڑھے آخر تک جائے اور تلاوت کا آغاز کر دے خاص معانی جن کا القا ہوا انہیں ضبطِ حروف میں لے آئے۔ عمل کا جذبہ محنت کے اجر میں اضافہ کر دیتا ہے۔ تلاوت سے طبیعت میں یکسوئی اور ذکر میں دوام پیدا ہوتا ہے۔ پڑھنے کے ساتھ ساتھ قرآن مجید سننے کا بھی شوق ہونا چاہیے۔ قرآن جس وقت زبان اور کانوں کے ذریعے دل میں سما جاتا ہے تو وسوسوں کا زور خود بخود ٹوٹ جاتا ہے۔

صدق اور سچ کی اہمیت

قول، فعل اور سوچ میں اخلاص اور صدق انسان میں چار چیزیں پیدا کر دیتے ہیں: "تطہیر، تنویر، خوشبو اور محبت"۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ جو شخص پسند کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اس کے ساتھ رہے تو وہ صدق اختیار کرے اس لیے کہ اللہ صدیقوں کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صدق نیکی کی راہ دکھلاتا ہے۔

سنت کی پابندی

حضور ﷺ اعلیٰ اقدار اور فضیلتوں کا معیار ہیں۔ حضور ﷺ کی سنت ہی اکمال، کمال اور تکمیل کا سرچشمہ ہے۔ ہر معاملہ میں انہی کی پیروی تقاضائے وحی ہے۔ سلاسلِ تصوف میں

اتباعِ سنت کے بغیر کسی چیز کا اعتبار نہیں ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کا ارشاد گرامی ہے کہ میری اُمت جنت میں جائے گی سوائے اس کے جس نے میرا انکار کر دیا۔ عرض کیا گیا منکر کون ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''میری اطاعت کرنے والا جنتی ہوتا ہے اور میرا نافرمان یعنی سنت کا چھوڑنے والا ہی میرا انکار کرنے والا ہوتا ہے''۔ بندگی اگر تقاضا وحی ہے تو اسوۂ رسول اور سیرت ہی بندگی سکھانے والے معلم ہیں۔ اقبال صحیح سمجھے تھے کہ انسان شخصی اعتبار سے ناقص الطبع، ناقص العقل اور ناقص العمل ہے۔ یہ رحمۃ للعلمین آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت ہے جو بندے کو کامل الطبع، کامل العقل اور کامل العمل بنا دیتی ہے۔

وہ قبلہ گاہِ اہلِ دل، حکیم ہیں، عظیم ہیں
مرے حضور، رہبرِ صراطِ مستقیم ہیں

حلال اور حرام کی تمیز

ایک سالک اور مرید کے لیے لازم ہے حلال کو نور سمجھے اور حرام کو بہر طور بُرا سمجھے۔ حرام کھانے میں ہو یا لباس میں ہو یا اعمال میں حرام چیز کا ارتکاب ہو جیسے جنسی بے اعتدالی۔ ایک اللہ والے انسان کو مشکوک چیزیں بھی چھوڑ دینی چاہییں اور احتیاط اور پاکیزگی کے ساتھ زندگی گزارنی چاہیے۔

صحبت ٹھیک رکھو

اپنا بیٹھنا اور اُٹھنا، نشست و برخاست، سفر و حضر اور محبت و نفرت سب میں ایک کوشش ہونی چاہیے کہ برے آدمی کی صحبت میں نہیں جانا اور نیک کی صحبت سے محروم نہیں ہونا۔ اچھے آدمی کی دوستی انسان کو اچھا بنا دیتی ہے اور بُرے آدمی کی ہم نشینی آدمی کو برباد کر دیتی ہے۔ شیخ سعدی کی باتوں میں بڑی منطق ہے کہ ایک مرتبہ میرے ہاتھ مٹی لگی جس میں خوشبو رچی بسی ہوئی تھی میں نے پوچھا: تیرے اندر یہ خوشبو کیسی ہے؟ مٹی بولی یوں تو حقیر چیز ہوں لیکن پھولوں کی صحبت نے مجھے خوشبودار بنا دیا ہے۔

روحانیت، درود شریف سے محکم کرو

حضور ﷺ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ کثرت کے ساتھ رحمت عالم ﷺ پر درود پڑھا جائے۔ آپ پہ سلام حق رسالت کیا جائے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے مجھ پر ایک مرتبہ دورد پڑھا اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے''۔ درود شریف کی برکت سے روحانیت محکم ہوتی ہے۔ طبیعت نرم پڑ جاتی ہے۔ محسوس ایسے ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی حقیقت سالک کے ساتھ ساتھ ہے۔ حدیث ہے کہ جس شخص نے آپ ﷺ پر ہر روز ہزار مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس کی موت سے پہلے ہی اسے جنت میں اس کے مقام کی زیارت کرا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی زیارت نصیب فرمائے۔

گوشہ نشینی

کچھ وقت تنہائی میں رہنا اہلِ صدق وصفا کا طریقہ ہے۔ بزرگ کہتے ہیں: ''دین داری کا محفوظ راستہ یہی ہے''۔ حضرت سفیان ثوری کا ارشاد ہے: ''جو شخص خلوت گزین ہو کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر حکمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ دنیا سے رغبت ٹوٹتی ہے اور آخرت سے لگاؤ بڑھتا ہے''۔ یہ خاص وقت ہوتا ہے اس میں اپنے گناہوں کی معافی فرماتے رہنا چاہیے، البتہ نماز باجماعت قائم ہونی چاہیے۔ اللہ والے ایسے شخص کو اپنا مرتبہ لوگوں سے چھپانا چاہیے۔ کہتے ہیں روحانی لوگوں کی عادت میں یہ معمولات شامل ہوتے ہیں کہ وہ کم کھاتے ہیں، کم سوتے ہیں، کم بولتے ہیں اور تنہائی اختیار کرتے ہیں۔

ظاہر اور باطن کی ہم آہنگی

عصرِ حاضر منافقت اور جھوٹ کا دور ہے۔ ہر آدمی کے دو دو چہرے ہیں۔ منافق شخص کا دل مکروفریب، بغض، حسد اور خیانت ایسی برائیوں سے بھرا ہوتا ہے۔ زندگی میں جس شخص نے محاسبہ کر لیا اور خود کو تیار کر لیا کہ اس نے اپنے ظاہر اور باطن کو یکساں رکھنا ہے وہ سمجھے کہ کامیابی کا خزانہ اس کے ہاتھ لگ گیا۔ اگر منافقت کوئی شخص ختم کرلے تو وہ تواضع کا پیکر بن جائے گا اور

عزت داروں کی عزت میں کبھی وہ کمی نہیں کرے گا۔

مناجات ومسامرہ

اللہ سے مانگنا، اس کے سامنے گڑگڑانا اور دردمندانہ طرز میں اللہ کے سامنے اپنی ٹوٹی ہوئی حالت رکھ دینا۔ خلوص سے اللہ کی توجہ چاہنا۔ اس کی نظر کا التماس دل میں رکھنا۔ خودکلامی کے انداز میں اللہ سے باتیں کرنا۔ رحمت کے دروازے کھولتا ہے۔ مسامرہ صوفیہ کی ایک اصطلاح ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ روحیں چپکے چپکے مناجات اور اللہ کی حمد سرائی میں مشغول رہیں اور دل کو باطن کا لطیف سا ادراک ہو۔ مسامرہ ایسی پوشیدہ مناجات ہوتی ہے جس سے روح قلب کی رفاقت کے بغیر لطف اندوز ہوتی ہے۔ دعا، مناجات اور مسامرہ ہر ایک کا اپنا اپنا مقام ہے۔

مریدوں کا طرزِ عمل

حضرت شہاب عمر ابوحفص سہروردی ارشاد فرماتے ہیں:

> ”مرید کا طرزِ عمل اور طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ اس کا اپنا کوئی ارادہ اور اختیار باقی نہ رہے وہ اپنی ذات اور مال میں شیخ ہی کا حکم قطعی جانے۔ مرید شیخ کے سامنے بالکل خاموش بیٹھے اور شیخ کے سامنے کوئی اچھی بات بھی نہ کرے جب تک کہ اجازت نہ ہو۔ شیخ کے سامنے مرید کی مثال اس طرح سے ہے کہ جیسے کوئی سمندر کے کنارے اپنے رزق کے انتظار میں ہو۔ کان ہمیشہ شیخ کی طرف رکھے۔ نظروں کا مطاف بھی شیخ ہی ہو اور سوچ یہ رکھے میری روحانی روزی حضرت کے کلام میں ہے۔ مرید کوئی اپنے بارے میں سوچے کہ میں یہ ہوں اور وہ ہوں تو یہ اس کی بھول ہوگی۔ شیخ مریدوں کے لیے الہام کا محافظ ہوتا ہے، اس لیے شیخ کی طرف سے عطا میں خیانت نہیں ہوتی قصور طلب میں واقع ہوتا ہے“۔

مریدوں کو شیخ سے لقا اور ملاقات اور زیارت کرنے کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیے۔ فوائد اور ثمرات اسی میں رکھے گئے ہیں۔

شوق اور وارفتگی

ہمارے شیخ حضرت لالہ جی جمشید رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ شوق کمالات اور اوصاف حمیدہ سکھانے والا معلم ہے۔ایک مرتبہ میں اپنے والدِ گرامی مرتبت کے ساتھ ٹھنڈیانی کے علاقے میں ایک مجذوب سے ملا۔ وہ نصیحت کرنے لگا کہ شوق کی آگ لگانے والا کوئی مرشد تلاش کرو، اس لیے کہ شوق کے بغیر منزلیں طے کرنا ایک مشکل معاملہ ہے، یہ ایک بے تابی کا نام ہے۔

ابن عطا کا قول ہے:

''شوق دل کی آگ اور جگر کی سوزش ہے۔قرب کے بعد فراق میں جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کا نام شوق ہے''۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقولہ قرآن نے نقل کیا ہے:

قَالَ هُمْ أُولَآءِ عَلَىٰٓ أَثَرِى وَ عَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ

''فرمایا وہ بھی میرے پیچھے آ رہے ہیں اے میرے رب مجھے تیرے حضور جلدی صرف اس لیے آنا ہے کہ تو راضی ہو جائے''۔ (طہ:84)

یہ آیت بتاتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر شوق کا غلبہ تھا کہ آپ تیز دوڑے اور عرض کرنے لگے میں جلدی اور شوق سے تیری طرف آیا ہوں۔

شیخ فارس فرماتے ہیں:

اہل شوق کے دل اللہ کے نور سے منور ہوتے ہیں۔اہل شوق کی نورانی شعاعوں کو مقبولیت حاصل ہو گی اللہ فرشتوں سے فرمائے گا:

''یہ وہ لوگ ہیں جو میرے مشتاق ہیں اے فرشتو میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں بھی ان کا مشتاق ہوں''۔

❀❀❀❀❀